عصمت انبیاء (علیہم السلام)

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینبؓ بنت جحشؓ

(مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی)

برہان کے گذشتہ نمبروں میں عنوان بالا کے نام سے ایک سلسلۂ مضامین تسلسل کے بغیر ہدیۂ ناظرین ہو تا رہا ہے۔ مضمون زیر بحث بھی اسی سلسلہ کی ایک قسط ہے۔

مضامین کا یہ سلسلہ شروع ہی سے چار بنیادی نظریوں پر قائم ہے۔

(۱) عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ اسلامی عقائد میں اساسی مسئلہ ہے اور ضروریات دین میں شمار ہو تا ہے۔

(۲) اس لئے نصوص شرعیہ پر اس کا مدار ہے اور ایک نص بھی ایسی نہیں پائی جاتی جو اس عقیدہ کے تزلزل کا باعث ہو۔

(۳) صحیح روایات واحادیث بھی اسی کی تائید کرتی ہیں، اور جو روایات اس کو کمزور کرتی یا اس کی مخالف نظر آتی ہیں وہ موضوع یہود کی روایات سے ماخوذ اور اسرائیلیات کی پیش پاافتادہ روایات وخرافیات میں شمار ہوتی ہیں اور اسلامیات میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

(۴) جن حاطب اللیل مفسرین نے جرح وقدح کے بغیر ان خرافیات کو کتب تفسیر میں نقل کر دیا ہے انہوں نے سخت مہلک غلطی کی ہے اور اس لئے اس پر تنبیہ از بس ضروری ہے تاکہ عوام وخواص انبیاء علیہم السلام کی پاک اور مقدس زندگی کے بارہ میں ہر قسم کے شک وریب سے محفوظ رہیں۔

اسرائیلیات کے خرافی اور ناپاک سلسلۂ روایات نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی ہدف بنائے بغیر نہ چھوڑا۔ اور یہود کی بہتان طرازیوں، اور طول شب ہجر کی طرح طویل افسانوی روایتوں نے اس مقام پر بھی اپنی دراندازیوں سے دست کشی نہیں کی۔

دراندازیوں سے دست کشی نہیں کی ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں		تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

انہوں نے جو کچھ کیا سو کیا حیرت ان حاطب اللیل مگر سادہ لوح مفسرین پر ہے جنہوں نے اس خیال کو سامنے لائے بغیر کہ ان جھوٹی اور گندہ روایات سے انبیاء علیہم السلام کی شان رفیع پر کیا اثر پڑے گا۔ بغیر جرح و قدح کے ان کو روایت کردیا اور اس طرح وہ نقل ہوتی چلی آئیں اور دشمنان دین کو دراندازی کا موقعہ بہم پہنچاتی رہیں۔

ناسپاسی ہوگی اگر اسی کے ساتھ یہ بھی ظاہر نہ کردیا جائے کہ جہاں بعض مفسرین نے اس غلطی کا اقدام کیا دوسرے اہل نقد و تحقیق مفسرین، محدثین اور ارباب سیر مصنفین مسلسل ان روایات کی تغلیط اور اصل حقیقت کو واشگاف اور روشن کرتے چلے آئے ہیں۔ اور دلائل و براہین اور اصول روایت و درایت سے ان کی خرافیت و ہزلیت کا پول کھولتے رہے ہیں۔

پس برہان کے صفحات پر ان ہی ارباب تحقیق کا نقش ثانی مثبت کرنا مقصود ہے تاکہ ہماری زبان بھی اس علمی ذخیرے سے محروم نہ رہے۔ اور اردو داں حضرات اس سے استفادہ کرسکیں۔

زیر بحث مسئلہ میں جس واقعہ کی جانب ہمارا روئے سخن ہے قرآنی تاریخ کا وہ اہم واقعہ ہے جو انسداد تبنیت (لے پالک کی رسم کے انسداد) کے سلسلہ میں حضرت زید بن حارثہؓ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان پیش آیا۔

اصل واقعہ

قرآن عزیز اور صحیح احادیث کے پیش نظر اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ عرب کے ایک مشہور اور معزز قبیلہ کے فرد تھے مگر بچپن ہی میں ڈاکوؤں نے ان کو پکڑ کر حجاز کے بازار میں غلام بناکر بیچ ڈالا، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ماموں نے ان کو خرید لیا اور حضرت خدیجہ کو ہبہ کردیا، جب حضرت خدیجہ کو ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے حضرت زید کو نبی اکرم ﷺ کو ہبہ کردیا، آپ زید سے بے انتہا محبت کرتے اور اولاد کی طرح ان کی پرورش فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ نے ان کو آزاد کرکے منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور اس لئے

سب ان کو زید بن محمد ہی کہنے لگے۔

ایک سفر میں جبکہ آپ کے ساتھ حضرت زید بھی تھے۔اس قبیلہ پر آپ کا گزر ہو جو زید کا قبیلہ تھا، ان کے والدین اور بھائیوں نے سنا تو خدمت اقدس میں دوڑے آئے اور عرض کیا کہ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر زید اس کو پسند کریں تو بغیر معاوضہ لے جا سکتے ہو۔ ابھی زید تو عمر ہی تھے جب معاملہ ان تک پہنچا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چھوڑنے اور والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگے جو پیار و محبت کا معاملہ نبی اکرم ﷺ میرے ساتھ فرماتے ہیں مجھے وہ نہ والدین سے نصیب ہو سکتا ہے اور نہ کسی عزیز و رشتہ دار سے۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کے چہیتے حضرت زید سن رشد کو پہنچے تو حضور ﷺ نے چاہا کہ ان کی شادی اپنے خاندان میں کر دیں تاکہ ان کو فرد خاندان ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے۔

نظر انتخاب حضرت زینب بنت جحش پر پڑی یہ امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی اور نبی اکرم ﷺ کی پھوپی زاد بہن تھیں۔اس لئے خود حضرت زینب اور ان کے بھائی کو یہ رشتہ پسند نہ ہوا کیونکہ یہ خانوادۂ ہاشمی و قریشی کی معزز خاتون اور حضرت زید پر داغ غلامی لگا ہوا۔

اسلام اس قسم کے تفاخر کو کب پسند کر سکتا، اور اس موہوم تفوق اور برتری کو کب نظر میں لا سکتا تھا خصوصاً جبکہ خاندان رسولؐ میں یہ بدعت نظر آئے۔ چنانچہ آیت ذیل نازل ہوئی۔

ما كان لمومن ولا مومنة اذا يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا (سورہ احزاب)	اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جبکہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔

حضرت زینب اور ان کے بھائی کی نارضامندی کا معاملہ خاندانی عصبیت پر مبنی تھا سرکشی پر نہ تھا اس لئے جونہی ان کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے صرف مشورہ نہیں ہے تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور حضرت زید سے حضرت زینب کا عقد ہو گیا۔

اگرچہ برتری و کہتری کے امتیازی خیالات احکام شرع کے سامنے ماند پڑ گئے تھے مگر وہ

حضرت زینب کے دماغ سے بالکل محو نہ ہو سکے۔ اس لئے زن وشو کے درمیان اَن بَن رہنے لگی اور باہمی ازدواجی تعلقات میں خوشگواری نہ پیدا ہو سکی۔

روز روز کی اس کشمکش سے تنگ آکر حضرت زید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں حضور! اجازت دی جائے کہ میں زینب کو طلاق دے دوں، مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایسا کرنے سے باز رکھتے اور ان کو نصیحت فرماتے کہ وہ اس رشتہ کو قطع نہ کریں جس کو اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے زیر اثر زینب اور ان کے بھائی نے منظور کیا اور اپنی ذاتی مرضی وخواہش کو ارشاد ربانی پر قربان کر دیا۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیه	وہ وقت یاد کرو جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے
وانعمت علیه امسك علیك	"جس پر اللہ نے اور تم نے انعام واکرام کیا" کہ اپنی
زوجك واتق اللہ	بیوی کو طلاق نہ دے اور خدا کے خوف سے ڈر۔

ادھر تو یہ گفتگو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید کے درمیان جاری تھی اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی وحی نے آپ پر یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی حکمت بالغہ کا یہ تقاضہ ہے کہ منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) کو حقیقی بیٹا بنانے اور گود لینے (تنبیت) کی رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے اور اس فاسد رسم کا قلع قمع محض قول وگفتار کے احکام سے انجام نہ پائے بلکہ پیغمبر کے عمل وکردار سے اس کا فیصلہ کرایا جائے۔ اس لئے زید بہر حال طلاق دے گا اور تم کو زینب کو عقد میں لینا ہوگا۔ تاکہ تبنّی کی رسم بد کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ زینب کے زخم کا اندمال بھی ہو جائے جو زید کے عقد میں آکر طلاق پانے سے ان کے اور ان کے ذی وجاہت خاندان کے لئے سبکی اور خفت کی شکل میں ظاہر ہوا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وحی الٰہی کے آگاہی پر اس حقیقت سے آشنا ہو چکے تھے مگر اس پر بھی حضرت زید کو بار بار طلاق نہ دینے کی ترغیب دیتے تھے کیونکہ بہ تقاضائے بشریت آپ کے دل میں یہ قلق واضطراب تھا کہ اگر زید نے طلاق دی اور زینب میرے عقد میں آئیں تو آئین عرب کے مطابق تمام قریش تہمت رکھیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ ان کی نگاہ میں متبنی تمام احکام میں حقیقی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

اس بشری اضطراب کو بھی حق تعالیٰ نے ایسے جلیل القدر رسول کے مرتبہ کے لائق نہ جان کر اور ان کے منصب سے نازل سمجھ کر بمصداق "حسنات الابرار سیئات المقربین" عتاب کی شکل میں یہ ارشاد فرمایا:

وتخفی فی نفسک ماالله مبدیه وتخشی الناس والله احق ان تخشه	اور تم اپنے دل میں اس چیز کو چھپائے ہو جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر کے رہے گا اور تم لوگوں سے گھبراتے ہو حالانکہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے یہ زیبا ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کون سی بات چھپی ہوئی تھی جس کے ظاہر کرنے سے وہ شرماتے تھے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہود نے اور ان کی غلط اور اندھی تقلید میں بعض حاطب اللیل مفسروں نے جرح وقدح کئے بغیر خرافاتی ذخیرہ کو روایت کیا، اور العیاذ باللہ اس کو قرآن عزیز کی اس آیت کی تفسیر قرار دیا۔

باطل روایت

دشمنان اسلام جب نصوص قرآنی وحدیثی میں دراندازی کے مواقع نہیں پاتے تو اسلامی عقیدہ کی بنیاد میں تزلزل پیدا کرنے کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کرتے رہے ہیں وہ یہ کہ نصوص کی تفسیر وتاویل کے نام سے جھوٹی روایتوں کو گھڑ کر حدیثی روایات کی حیثیت میں پیش کرتے، اور سادہ لوح اور حقیقت ناآشنا راویوں کے ذریعہ ان کی تشہیر کراتے تھے۔ یہی معاملہ اس واقعہ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ "تخفی فی نفسک" کی تفسیر میں دجل وزور کی جس قدر نیرنگیاں پیدا کی جاسکتی تھیں پیدا کرنے کی سعی ناکام کی گئی اور ایک من گھڑت افسانہ بنا کر پیش کر دیا گیا۔

بہر حال بمصداق نقل کفر کفر نہ باشد یہودی اور اسرائیلی افسانہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ حضرت زینب اس وقت ردا اور خمار میں ملبوس تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلی بار دیکھا تو ان کو بیحد حسین پایا اور اسی سے دل میں یہ خیال پیدا کر لیا کہ کسی طرح زید اسے طلاق دیدے تو میں اپنے عقد میں لے آؤں مگر زید جب زینب کی شکایت کرتے تو آپ دل کے خلاف ان کو یہی

مشورہ دیتے کہ تم زینب کو طلاق نہ دو آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ راز ظاہر کر دیا اور زید نے طلاق دیدی اور زینب آپ کی زوجیت میں آگئیں۔

یہ بیہودہ فسانہ خود آپ اپنی تکذیب کے لئے کافی ہے اور ایک سمجھ دار انسان ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو در خور اعتناء نہیں قرار دے سکتا اس لئے کہ حضرت زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھیں۔ جن کو آج پہلی بار آپ نے دیکھا ہو وہ تو آپ کی پھوپی زاد بہن ہیں بچپن سے اس واقعہ تک شب و روز آپ کے سامنے آتی رہی ہیں، ان کی زندگی کا ہر پہلو آپ کی نگاہ میں رہا ہے، تو یہ روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ آپ نے حضرت زینب کو آج پہلی بار دیکھا اور ان کے حسن سے متاثر ہوئے۔

صحیح تفسیر

یہی وجہ ہے کہ جمہور محققین علماء تفسیر و حدیث و سیرت نے حجت و برہان کے ساتھ متفقہ فیصلہ کر دیا کہ یہ روایت سر تا پا غلط اور بہتان طرازی کا بدترین نمونہ ہے۔ قرآن عزیز کی آیت کا صاف اور سادہ مطلب یہ ہے کہ انسداد تبنیت کے سلسلہ میں جو اطلاع آپ کو دی گئی ہے وہ اگر آپ پوشیدہ بھی رکھنا چاہیں تو ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ تو خدا کا اٹل فیصلہ ہے جو ہو کر رہے گا۔ او خدا کے خوف کے ساتھ خاندان و برادری کی ملامت کا خوف ایک پیغمبر کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا اس کے روشن قلب میں خوف خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ دنیا کہہ جس ... اور دشمن طعنہائے دلخراش ہی کیوں نہ دیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا فیصلہ اٹل ہے اور ... جاہلیت کی تباہی آپ کے اس عمل سے ہی پوری کی جائے گی جس کا تصور بھی آپ کے ... باعث صد اضطراب و قلق بنا ہوا ہے۔

مختصر یہ کہ قلب رسول میں صرف وہی اطلاع یا پیشگوئی پوشیدہ تھی وحی الٰہی نے واقع ہونے سے قبل ہی جس کی اطلاع آپ کو دیدی تھی اور آپ بہ تقاضائے بشریت تہمت سے بچنے کے لئے اس کو ظاہر فرماتے ہوئے پس و پیش فرما رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ العیاذ باللہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی وحی کا ذرا بھی کتمان فرماتے تو یہ آیت زیادہ مستحق تھی کہ اس کو آپ ظاہر ...

فرماتے اور چھپا لیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور آپ نے خدا کے اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

پس اخفاء کی اس تفسیر کے علاوہ باقی تمام خرافی روایات گندہ اور نا قابل اعتناء اور کذب و بہتان کا ناپاک ذخیرہ ہیں جن کے لئے اسلامیات میں کوئی جگہ نہیں ہے اور وہ صرف اسرائیلیات کی سحری افسانوں ہی کی زینت بن سکتی ہیں اور بس۔

چنانچہ حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں:

اجبنا ان نضرب عنها صفحاً لعدم صحتها فلا نوردها (ابن کثیر جز ۸)	ہم نے یہی پسند کیا کہ اس قسم کی روایات سے بالکل کنارہ کشی کرلیں اور ان کے بیان کو اس لئے نظر انداز کردیں کہ وہ قطعاً صحیح نہیں ہے۔ اور نا قابل اعتبار ہیں۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

لا ینبغی التشاغل بها (فتح الباری باب التفسیر جز ۸)	ان روایات کی جانب توجہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

اور شیخ محمود آلوسی صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔

وللقصاص فی هذه القصة کلام لا ینبغی ان یجعل فی حیز القبول	اور اس واقعہ کے متعلق افسانہ گویوں کی قصہ گوئی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔

اور قاضی عیاضؒ شفاء میں اور اس کے شارح خفاجی نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد قال صلی الله علیه وسلم ما کان النبی ان تکون له خاینة الاعین فیکف ان تکون له خائنة قلب	اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نبی کبھی آنکھ کی خیانت کا مرتکب نہیں ہو تا چہ جائے کہ وہ دل کی خیانت کا مرتکب ہو۔ (نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۲۹۷)

اور اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خاص اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

فانه وقلة معرفة بحق النبی صلی الله علیه وسلم وبفضله وکیف یقال راها فاعجبة	امام قشیری فرماتے ہیں حضرت زینب سے متعلق یہ روایت قائل کی جانب سے سخت مجرمانہ اقدام ہے اور نبی اکرمؐ کے حقیقی مرتبہ اور فضل سے جہالت پر مبنی ہے۔